انجمن احیاء السنۃ

دعوۃ الحق

سلسلہ نشرواشاعت نمبر ۱۶۱

تسہیل المواعظ

از مولانا انوار الحق صاحب مرحوم امروہی

اخیر عشرہ کے احکام

بعد نظر اصلاحی: حضرت حکیم الامت مجدد الملت مولانا محمد اشرف علی صاحب تھانوی نور اللہ مرقدہ

اس تسہیل المواعظ کے متعلق حضرت حکیم الامتؒ کا ارشاد

احقر کا مشورہ ہے کہ مثل بہشتی زیور کے کوئی گھر اس سے خالی نہ رہنا چاہیے۔ اس کا نفع گھر والوں کی درستی میں بہت جلد آنکھوں سے نظر آجائے گا۔ ان شاء اللہ تعالی العزیز

زیر سرپرستی: خانقاہ امدادیہ اشرفیہ جامع مسجد قدسیہ بالمقابل چڑیا گھر شاہراہ قائد اعظمؒ لاہور

ناشر: انجمن احیاء السنۃ رجسٹرڈ، نفیر آباد باغبانپورہ لاہور، پوسٹ کوڈ ۵۴۹۲۰
فون: ۳۳۶۷۶۶ ۶۸۶۱۵۸۴ ۰۴۲

اَلْقَوْلُ الْعَزِیْز

راہبر تو بس بتا دیتا ہے راہ
راہ چلنا راہرو کا کام ہے
تجھ کو مرشد لے چلے گا دوش پر
یہ ترا راہرو خیالِ خام ہے

مجذوبؔ رحمۃ اللہ علیہ

اخیر عشرہ کے احکام

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ نَحْمَدُہٗ وَنَسْتَعِیْنُہٗ وَنَسْتَغْفِرُہٗ وَنُؤْمِنُ بِہٖ وَنَتَوَکَّلُ عَلَیْہِ ط وَنَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنْ شُرُوْرِ اَنْفُسِنَا وَمِنْ سَیِّاٰتِ اَعْمَالِنَا مَنْ یَّھْدِہِ اللّٰہُ فَلَا مُضِلَّ لَہٗ وَمَنْ یُّضْلِلْہُ فَلَاھَادِیَ لَہٗ ط وَنَشْھَدُ اَنْ لَّآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَحْدَہٗ لَا شَرِیْکَ لَہٗ وَنَشْھَدُ اَنَّ سَیِّدَنَا وَمَوْلَانَا مُحَمَّدًا عَبْدُہٗ وَرَسُوْلُہٗ ط صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ وَبَارَکَ وَسَلَّمَ تَسْلِیْمًا کَثِیْرًا کَثِیْرًا - اَمَّا بَعْدُ

اَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطَانِ الرَّجِیْمِ ۔ بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ
شَھْرُ رَمَضَانَ الَّذِیْٓ اُنْزِلَ فِیْہِ الْقُرْاٰنُ ھُدًی لِّلنَّاسِ وَبَیِّنٰتٍ مِّنَ الْھُدٰی وَالْفُرْقَانِ ج (سورہ بقرۃ آیت ۱۸۵)

ترجمہ: رمضان شریف کا مہینہ ایسا ہے کہ اس میں قرآن شریف اُتارا گیا ہے جو کہ آدمیوں کے لیے ہدایت ہے اور دلیل ہے ہدایت کی جو کہ حق اور باطل میں تمیز دیتے ہیں۔

اس کے متعلق یہ مضمون ہیں۔

رمضان شریف کے دس دن کی بزرگی

یہ ایک آیت کا ٹکڑا ہے اس آیت میں اللہ تعالیٰ

نے رمضان کی ایک خوبی بیان کی ہے پہلے جمعہ میں رمضان شریف کے ضروری حق بیان ہو چکے ہیں۔ آج کے وعظ میں صرف اخیر کے دس ہی دن کے حالات بیان ہوں گے گو اس آیت کو ظاہر میں اخیر کے دس دن سے کچھ تعلق نہیں۔ لیکن سوچنے سے معلوم ہو جائے گا کہ اس آیت میں جو خوبی بیان ہوئی ہے وہ اصل میں ان ہی دس دنوں کی ہے فرماتے ہیں کہ رمضان کا مہینہ ایسا مبارک ہے کہ اس میں ہم نے قرآن شریف اترا ہے سو اس آیت سے صرف اس قدر معلوم ہوا کہ رمضان شریف میں قرآن شریف اترا ہے لیکن ظاہر ہے کہ رمضان پورے تیس دن کا نام ہے اور اس آیت سے یہ پتہ نہیں چلتا کہ اس تیس دن میں سے کون سے حصہ میں اترا ہے لیکن اگر ہم اس کے ساتھ دوسری آیت کو بھی ملالیں تو دونوں کے ملانے سے وہ حصہ بھی معلوم ہو جائے گا جس میں کہ اُتارا گیا ہے سو دوسری آیت میں فرماتے ہیں کہ ہم نے اس کو شب قدر میں اُتارا ہے۔ پس ان دونوں آیتوں سے یہ بات معلوم ہو گئی کہ قرآن شریف رمضان کی شب قدر میں اترا ہے اور ان حدیثوں سے معلوم ہوتا ہے کہ شب قدر اخیر کے دس دنوں میں ہوتی ہے۔ پس معلوم ہُوا کہ قرآن شریف رمضان کے آخری دس دنوں میں اترا ہے۔ پس آیت سے اخیر کے دنوں کی بہت بڑی خوبی معلوم ہو گئی کہ اس میں قرآن شریف اتارا گیا ہے کیونکہ قرآن کا بہت بڑا مرتبہ ہے اس لیے جس زمانہ میں وہ اترا ہو گا وہ زمانہ بھی مبارک ہو گا۔ اس کی قدر کوئی عاشقوں کے دل سے پوچھے کہ جس زمانہ میں ان کو محبوب کا کوئی خط مل جاتا ہے وہ زمانہ ان کے نزدیک کس قدر عزیز ہوتا ہے۔ قرآن شریف بھی کلام خداوندی ہے اور اللہ تعالٰی محبوب حقیقی ہے پس وہ زمانہ جس میں محبوب حقیقی کا کلام اترا ہے اللہ کے عاشقوں کو کیوں عزیز اور مبارک نہ ہو گا۔ جس دن کے اندر کوئی بڑی چیز میسر ہو جاوے

وہ دن بھی عزیز ہوتا ہے اور اگر غور سے دیکھا جاوے تو معلوم ہوگا کہ جس زمانہ میں بھی عزت اور برکت ہے وہ اسی وجہ سے ہے کہ اس زمانہ میں کوئی عزت اور شرف والی چیز موجود ہے یہی وجہ ہے کہ جمعہ کا دن اور دنوں سے مرتبہ میں بڑھ کر ہے کیونکہ اس میں ایک ایسی عزت اور شرف والی چیز موجود ہے جو اور کسی دن میں نہیں یعنی جمعہ کی نماز دیکھو اگر کسی عاشق کو کنویں کے اندر محبوب کی ملاقات نصیب ہو تو وہ اس کنویں کو کنواں نہ سمجھے گا بلکہ اس کے دل میں اس کنویں کی قدر اتنی ہی ہوگی کہ کسی پھولوں سے بھرے ہوئے چمن کی بھی نہ ہوگی۔

جمعہ کے دن کی بزرگی پر اعتراض اور اس کا جواب

اکثر آدمی جمعہ کی فضیلت اور خوبی پر اعتراض کیا کرتے ہیں اور کہا کرتے ہیں کہ کیا وجہ کہ جمعرات کا وہ مرتبہ نہیں جو جمعہ کا ہے وہی بارہ گھنٹے اس میں وہی ایک دن جمعرات ہے وہی ایک دن جمعہ ہے یہ کس قدر بے ہودہ اعتراض ہے کیونکہ ظاہر میں اگر دونوں یکساں ہو بھی گئے تو یہ کیا ضرور ہے کہ مرتبہ میں بھی برابر ہوں کہ جو ایک کی حالت ہو وہی دوسرے کی حالت ہو دیکھو اگر کسی شخص کی بہن اور بیوی بالکل ہم شکل ہوں اور کپڑے اور زیور بھی ایک سا پہنے ہوئے ہوں تو کیا ان دونوں میں حلال و حرام کا فرق نہ ہوگا۔ کیا کوئی عقلمند ایسا بھی ہے جو ان دونوں کو ایک سا سمجھے اور ان کے ساتھ برابر کا برتاؤ کرے اور کیا اس شخص کے دل میں دونوں کی محبت میں بہت بڑا فرق نہ ہوگا۔ بہن اور ماں بھی محبوب ہیں اور بیوی بھی محبوب ہے لیکن دونوں کی محبت بالکل الگ الگ ہے۔

جو شخص ماں کیساتھ صحبت کرتے ہوئے اپنے کو خواب میں دیکھے اسکی تعبیر

کبھی کسی شخص کو نہیں دیکھا گیا کہ وہ بیوی کی طرح ماں کو بھی پیار کرے یا اس کو بھی بغل میں لینے کی آرزو کرے بلکہ اس قسم کے خیال سے ہی طبیعت کو اس قدر گھن آتی ہے کہ اگر کوئی اپنے کو خواب میں بھی ماں کے ساتھ صحبت کرتے دیکھ لیتا ہے تو جاگ کر بے حد پریشان ہوتا ہے اور اپنے کو لعنت ملامت کرتا ہے حالاں کہ اس خواب کی تعبیر بُری نہیں ہے کیونکہ تعبیر اس کی یہ ہے کہ اس شخص میں بالکل برائی نہیں ہے اور یہ اپنے آپ کو کچھ نہیں سمجھتا۔

جاہل آدمی سے اپنا خواب مت بیان کرو

چنانچہ ایک بزرگ سے کسی نے یہی خواب بیان کیا تو انھوں نے یہی تعبیر دی۔ اگر کسی جاہل سے ایسا خواب بیان کیا جاوے تو معلوم نہیں کیا تعبیر دے اسی وجہ سے حدیث میں آیا ہے کہ جاہل آدمی سے اپنا خواب مت بیان کرو بلکہ کسی عقل مند یا دوست سے بیان کرو عقل مند آدمی تم کو واقعی تعبیر سمجھ کر بتلا دے گا اور تمہارا دوست اگر نہ بھی جانتا ہو گا تو خاموش ہو رہے گا گڑبڑ نہ بتلائے گا۔ مگر غیر آدمی جو عقل مند بھی نہ ہو خدا جانے کیا کچھ بتلا دے۔ پس معلوم ہوا کہ گو اس خواب کی تعبیر ایسی اچھی ہے لیکن پھر بھی اگر کوئی ایسا خواب دیکھ لیتا ہے تو بہت پریشان اور تنگدل ہوتا ہے اس سے معلوم ہو گیا کہ ماں کے ساتھ جو محبت ہے وہ دوسری قسم کی ہے اور بیوی کے ساتھ جو محبت ہے وہ اور قسم کی ہے دونوں محبتیں ایک سی نہیں ہیں تو ظاہر ہو گیا کہ جمعہ اور جمعرات کے ظاہر میں یکساں ہونے سے کچھ یہ ضرور نہیں کہ مرتبہ میں بھی

دونوں برابر ہوں۔

قرآن شریف کے لیے بھی یہ شرف کافی ہے کہ وہ اللہ پاک کا کلام ہے

پس چونکہ رمضان میں قرآن شریف اُتارا گیا ہے اور قرآن خود بہت شرف اور عزت رکھتا ہے اس وجہ سے اس کے اُترنے کا زمانہ بھی عزت اور شرف والا ہو گیا۔ صاحبو یہ کیا کہ دنیا کے محبوب کی بات چیت کا وقت تو پیارا اور عزیز ہو اور اصلی محبوب کے کلام اترنے کا وقت پیارا نہ ہو یہ کیسے ہو سکتا ہے اگر خود کلام پاک کے کمالوں کو نہ بھی دیکھا جاوے تو اس کے لیے یہی عزت کیا کم ہے کہ وہ اللہ پاک کا کلام ہے اب یہ بھی دیکھو کہ اس آفتاب نے تمہارے دلوں کو کیا کچھ روشن کر رکھا ہے۔

اللہ پاک جتنا قرآن پڑھنے سے راضی ہوتے ہیں اور کسی چیز کے پڑھنے سے راضی نہیں ہوتے

چونکہ قرآن شریف کو اللہ تعالےٰ کے ساتھ خاص تعلق ہے اس وجہ سے کلام مجید کے پڑھنے سے وہ بہت خوش ہوتے ہیں خواہ سمجھ کر پڑھا جاوے یا بے سمجھے پڑھا جاوے مگر اور جتنے عمل ہیں ان میں یہ خوبی نہیں۔ اگر کوئی دُعا یا اور کوئی وظیفہ پڑھے اور اس کے معنی نہ سمجھتا ہو تو وہ اتنا پسند نہیں مگر قرآن ایسا عجیب ہے کہ ہر طرح محبوب ہے خواہ اس کے معنی سمجھو یا نہ سمجھو۔ امام احمد حنبل رحمۃ اللہ علیہ کا قصہ ہے کہ انھوں نے اللہ کو خواب میں دیکھا اور پوچھا کہ آپ کس چیز سے زیادہ راضی ہوتے ہیں فرمایا کہ قرآن شریف پڑھنے سے امام صاحب نے عرض کیا کہ معنی سمجھ کر پڑھنے سے یا بے سمجھے ہوئے بھی۔ جواب میں فرمایا کہ بِفَھمٍ اَوْبِلَا فَھمٍ جس طرح سے بھی ہو اور یہ کچھ خواب سے ہی نہیں معلوم

ہوا بلکہ حدیث سے بھی یہی معلوم ہوتا ہے۔ حدیث میں ہے کہ ہر حرف پر دس نیکیاں ملتی ہیں

نئے خیال والوں کا بے معنیٰ سمجھے قرآن شریف پڑھنے پر اعتراض اور اس کا جواب

اِس بیان سے آج کل کے روشن خیالوں کی بھی غلطی معلوم ہو گئی اکثر لوگ اعتراض کیا کرتے ہیں کہ جب کلام اللہ کو سمجھا نہیں جاتا تو اس کے پڑھنے سے کیا فائدہ سو ان کو معلوم ہو گیا ہو گا کہ کلام مجید کا بے سمجھے پڑھنا بھی بڑا فائدہ رکھتا ہے کیونکہ اس کا فائدہ صرف یہی نہیں ہے کہ اس کے معنیٰ سمجھ لیں بلکہ ایک بڑا فائدہ یہ بھی ہے کہ اس کے پڑھنے سے ہم سے اللہ تعالےٰ راضی ہوں جیسا کہ بیان ہوا اور یہ بات عقل اور عادت سے بھی معلوم ہوتی ہے دیکھو اگر کسی شخص نے کتاب بنائی ہو اور وہ دوسروں کو دیکھے کہ وہ میری کتاب پڑھ رہے ہیں تو وہ یہ دیکھ کر بہت خوش ہو گا گو پڑھنے والے اس کتاب کو سمجھ نہ سکتے ہوں اور اس شخص کو ان لوگوں کے ساتھ محبت ہو جائے گی کہ ان لوگوں نے میری کتاب کی قدر کی۔ ہمارے مرشد حضرت امداد اللہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے کہ میں ایک بار دہلی بازار میں جاتا تھا ایک دُکان پر بہت سے لوگوں کو اکٹھا دیکھا دیکھتے کیا ہیں کہ اس کے درمیان میں ایک شخص بیٹھا ہوا حضرت حاجی صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی ایک شعروں کی کتاب جس کا نام دردنامۂ غمناک ہے بہت شوق سے پڑھ رہا ہے۔ حضرت حاجی صاحب رحمۃ اللہ علیہ بھی کھڑے ہو کر سننے لگے اور دل ہی دل میں خوش ہو رہے تھے کہ میرا کلام پڑھ رہا ہے اس شخص کو گو خبر نہ تھی کہ جن کی کتاب ہے وہ بھی سُن رہے ہیں مگر وہ پاس ہی کھڑے ہوئے تھے اور خوش تھے اسی طرح جب کلام اللہ کو ہم شوق سے پڑھیں گے اور اللہ تعالےٰ سنیں گے تو ضرور خوش ہوں گے کیونکہ اللہ تعالےٰ اور کسی عبادت سے اتنا خوش نہیں ہوتے جتنا کہ

قرآن شریف پڑھنے سے خوش ہوتے ہیں اور اللہ تعالیٰ کا سننا یقینی بات ہے کیوں کہ اللہ تعالیٰ سے کوئی چیز بھی آسمان اور زمین کی اوجھل نہیں ہوسکتی اور ذرہ برابر بھی کوئی چیز اُن سے چھپی نہیں رہ سکتی کیسی ہی بات کیوں نہ ہو مگر ان کو اس کی پوری خبر ہے پس خواہ سمجھ کر پڑھیں یا بے سمجھے ہوتے وہ ہر طرح خوش ہوتے ہیں۔

اصلاح نفس کے زمانہ میں خلق کیطرف بالکل توجہ نہ کرنی چاہیئے اسکی عجیب حکایت

ایک بزرگ کا قصہ مشہور ہے کہ اپنے ایک مرید سے مدت تک وظیفہ پڑھواتے رہے اور جب کچھ مُرید کو فائدہ نہ ہوتا تو بدلوا دیتے تھے لیکن آخر جب مُرید کو کچھ نفع نہیں ہوا تو انھوں نے مُرید سے دریافت کیا کہ تم وظیفہ کس نیت سے پڑھتے ہو اس نے جواب دیا کہ حضرت یہی نیت ہے کہ اگر کسی قابل ہو جاؤں تو دوسروں کو نفع پہنچاؤں گا۔ ان بزرگ صاحب نے فرمایا کہ توبہ کرو توبہ شرک ہے کہ ابھی سے بڑے بننے کا خیال ہے اور مخلوق پر نظر ہے کہ ہر دم دوسروں کو نفع پہنچانے کا خیال ہے اپنا خیال صرف اللہ تعالیٰ کی طرف رکھو۔ پس جب انھوں نے توبہ کی فوراً فائدہ ہوا غرض جب اپنی حالت سنوارنی ہو تو اس وقت مخلوق کی طرف خیال رکھنا نقصان پہنچاتا ہے۔

جو پیر کامل ہوتا ہے وہ مرید کو ناامید نہیں کرتا بلکہ اس کا علاج کرتا ہے

اور اس قصہ سے اس بات کا بھی پتہ چلتا ہے کہ جس پیر میں کچھ کمال ہوتا ہے وہ مُرید کو ناامید نہیں کرتا جیسے کہ بزرگ وظیفہ بدلواتے رہے اور نفع نہ ہونے سے مرید کو جواب نہیں دے دیا۔ بلکہ اسی کوشش میں رہے یہاں تک کہ مرض اور اس کا علاج نکال ہی لیا۔ وہ

تجربہ کار طبیب کی طرح اُدھیڑ بن میں ہمیشہ لگا رہتا ہے ۔ البتہ جو پیر کامل نہیں ہوتے وہ اس حالت سے گھبرا جاتے ہیں اور دوسرے کو بھی نا اُمید کر دیتے ہیں ۔

اللہ پاک کی محبت تمام محبتوں پر غالب ہونی چاہیے

حضرت ابراہیم ادھم رح کا قصہ مشہور ہے کہ آپ کے بیٹے کا نام شیخ محمود تھا جب آپ بیٹے سے ملے تو بیٹے کی محبت نے دل میں جوش مارا فوراً غیب سے آواز آئی کہ ؎

حب حق ہو دل میں یا حب پسر
جمع ان دونوں کو تو ھرگز نہ کر

یعنی یا تو ہماری ہی محبت دل میں رکھ لو یا بیٹے کی محبت رکھ لو یہ دونوں اکٹھی نہیں ہو سکتیں ۔ پس فوراً آپ کو ہوش آیا اور اللہ پاک کی محبت کو قبول کر لیا ۔ پس بیٹے کا انتقال ہو گیا ۔ مگر اس سے یہ نہ سمجھنا چاہیے کہ بیٹے سے بالکل ہی محبت نہ کرے ۔ نہیں جتنا شرع اس میں کا حق ہے اتنی محبت کرنا سنت ہے البتہ اتنی نہ ہونی چاہیے جو اللہ پاک کی محبت پر غالب ہو جاوے ۔ پس پیر سے بھی ایسی محبت نہ ہونی چاہیے جو اللہ تعالٰی کو بالکل بھلا دے ۔ جیسا کہ آج کل عام لوگوں میں رواج ہے ۔ اسی طرح بیوی بچوں سے وہ محبت نہ ہونی چاہیے جس سے اللہ تعالٰی کی محبت میں کمی ہو جاوے ۔ دیکھیے اللہ پاک فرماتے ہیں ۔ نہ روک دیں تم کو مال تمہارے اور اولاد تمہاری اللہ کی یاد سے ۔ اللہ تعالٰی کی مہربانی اور عنایت پر قربان ہو جائیے کہ یہ حکم نہیں کیا کہ اولاد سے بالکل محبت نہ کرو کیونکہ جانتے ہیں کہ اولاد کی محبت ان کے دلوں میں بھری ہوئی ہے اس لیے بالکل نہ چھوڑ سکیں گے ۔ اس وجہ سے یوں فرماتے ہیں کہ اس قدر ان کے پیچھے مت پڑو کہ اللہ ہی کو بھول جاؤ ۔

لوگوں نے قرآن شریف سے دُنیا کمانی شروع کردی

اب آپ کو معلوم ہو گیا ہو گا کہ قرآن شریف کے پڑھنے میں کتنا ثواب ہے۔ افسوس ہے کہ ایسے بڑے ثواب کو چھوڑ کر نفس کے بندوں نے قرآن شریف سے دنیا کمانا شروع کر دیا۔ روپیہ لے کر اور اُجرت ٹھہرا کر قرآن سُناتے ہیں۔ جیسا کہ تراویح میں اکثر جگہ یہی رواج ہو گیا ہے۔ اسی طرح مُردوں کو جو ثواب قرآن پڑھ کر پہنچاتے ہیں اور اس پر روپیہ لیتے ہیں یہ بالکل منع ہے۔

قرآن شریف کو جتنا مکرر پڑھو ہر بار نیا لطف آتا ہے

اور اس کلام کی ایسی شان ہے کہ جس قدر اس کو زیادہ پڑھو اتنا ہی علم بڑھتا ہے اور پھر لطف یہ کہ جاہلوں کو بھی لطف آتا ہے اور حدیث شریف میں ہے کہ قرآن نہیں پُرانا ہوتا بار بار پڑھنے سے واقعی قرآن شریف کو چاہے کتنا ہی سنو جی نہیں بھرتا ہر بار نیا مزہ آتا ہے۔ اگر کہا جاوے کہ یہ سارا مزہ خوش آوازی کی وجہ سے ہوتا ہو گا تو ہم کہیں گے کہ وہ لطف اور مزہ جو قرآن شریف پڑھنے سے ہوتا ہے شعر پڑھنے سے کیوں نہیں ہوتا اور اگر کسی کو شعر میں بھی زیادہ مزہ آتا ہے تو وہ ابھی بات کرنے کے لائق ہی نہیں اس کو چاہیے کہ اوّل اپنی حالت درست کرے پھر دیکھیے کہ کس میں زیادہ مزہ آتا ہے۔ صاحبو! قرآن تو قرآن ہے کبھی مکہ میں جا کر وہاں کی تکبیر نماز میں سنو تو معلوم ہو وہ کیا چیز ہے سچ مچ اس وقت وہ تکبیر ایسی معلوم ہوتی ہے جیسے ذبح کے وقت کی تکبیر کہ دل میں چھری سی چل جاتی ہے لیکن اگر کسی کو مزہ نہ بھی آوے تو قرآن شریف کا پڑھنا نہ چھوڑے۔

عوام کی یہ غلط فہمی کہ قرآن تب پڑھنا شروع کریں گے جب کہ اس میں مزہ آنے لگے

جیسا کہ بعض لوگ کہتے ہیں کہ صاحب ہم تو اس وقت قرآن پڑھیں گے جب ہم کو مزہ آنے لگے یہ بالکل بے ہودہ خیال ہے اس کی تو ایسی مثال ہے کہ کسی نامرد شخص سے کہا جاوے کہ طاقت کی چیزیں کھا پی کر جلدی سے جوان ہو جاؤ تاکہ تمہیں جوانی کے مزے نصیب ہوں اور وہ جواب میں یوں کہے کہ صاحب پہلے جوانی کا مزہ دیکھ لوں کیسا ہوتا ہے پھر اس کی تدبیر کروں گا۔ فرمایئے کہ اس بے وقوف کو نامردی کی حالت میں بدون علاج کیسے کس طرح وہ مزہ دکھلایا جاوے اس کا تو صرف یہی جواب دیا جا سکتا ہے کہ اچھا بھائی علاج نہ کرو جب تم بدون علاج کے جوان ہو جاؤ گے تو خود تم کو اس کے مزے معلوم ہو جاویں گے باقی اور کوئی ذریعہ نہیں جس سے جوانی کے مزے جوانی سے پہلے معلوم کر سکو۔ اسی طرح ان لوگوں کو یہ جواب دیا جاتا ہے کہ قرآن شریف کا مزہ جب ہی نصیب ہو سکتا ہے جب کہ ہمت کر کے پڑھنے لگو گے اس وقت تم کو خود بخود اس میں مزہ آنے لگے گا۔ یہی غلطی اکثر ان لوگوں کو بھی ہوتی ہے جو اللہ کا نام لینا شروع کرتے ہیں اور جب ان کو اس میں مزہ نہیں آتا تو چھوڑ بیٹھتے ہیں حالانکہ یہ بہت بڑی غلطی ہے کیونکہ مزہ تو اس طرح ہی آ سکتا ہے کہ خوب عادت ڈالیں اور بہت زیادہ اللہ تعالےٰ کا ذکر کریں پس جتنا بھی اللہ پاک کا نام زیادہ لیا جاوے اتنی ہی زیادہ لذت ہو گی۔

ایک بزرگ کی خدا طلبی کی عجیب حکایت

ایک بزرگ کا قصہ ہے کہ انکو ایک روز یہ آواز آئی کہ کتنی بھی عبادت کرو کچھ قبول نہیں اس آواز کو ان کے ایک مرید نے بھی سنا دوسرا دن ہوا

تو وہ بزرگ پھر عبادت کے لیے اُٹھے پھر وہی آواز آئی جب کئی مرتبہ ایسا ہوا تو مرید نے کہا آپ بھی عجیب آدمی ہیں ادھر کوئی پوچھتا بھی نہیں اور آپ ہیں کہ خواہ مخواہ گرے جاتے ہیں جب قبول ہی نہیں تو محنت سے کیا فائدہ ان بزرگ نے فرمایا کہ بھائی چھوڑ تو دوں لیکن یہ تو بتلاؤ کہ چھوڑ کر کس در پر جا پڑوں اس جواب پر اللہ پاک کی رحمت جوش میں آئی اور آواز آئی کہ اگرچہ تمہاری عبادت تو کسی ڈھنگ کی نہیں لیکن خیر جب ہمارے سوا تمہارا کوئی نہیں ہے تو تم کو بھی ہم ہی لے لیں گے۔ صاحبو! جس کو حق کی طلب ہوتی ہے اس کی یہ شان ہوتی ہے۔ افسوس ہے کہ خدا کی طلب لوگوں کو اتنی بھی نہیں جتنی کیمیا کی طلب ہے۔ اس میں تو انسان برسوں گنوا دے مال و دولت غارت کر دے۔ عیش و آرام کو خاک میں ملا دے اور اللہ تعالےٰ کی طلب میں کچھ مشقت نہ اٹھاوے۔

طلب گار وہ ہے کہ وصال سے کبھی نا اُمید نہ ہو اسکی عجیب حکایت

اجی طلب گار کی تو یہ حالت ہونی چاہیے کہ اگر ہزار مرتبہ بھی اس کو کہا جاوے کہ تو دوزخی ہے تو کبھی نا امید نہ ہو اور اگر ہزار مرتبہ اس کو کہا جاوے کہ تو جنتی ہے تو ہرگز کاہل اور سُست نہ بنے ایک شخص کی نسبت لکھا ہے کہ اس کو روزانہ یہ آواز آتی تھی کہ تو کافر ہو کر مرے گا جب ایک مدت یہ آواز آئی تو پیر سے ذکر کیا انہوں نے فرمایا کہ محبت کی گالی ہے محبوبوں کی عادت ہوتی ہے کہ عاشق کو چھیڑا کرتے ہیں اور یہ ایک قسم کا امتحان ہے مگر یہ ساری باتیں اس وقت برداشت ہوتی ہیں جب کہ دل میں اللہ کی محبت پوری پوری ہو۔ پس اللہ پاک کی محبت پیدا کرنے کی کوشش کرو اور اس کی دو تدبیریں ہیں ایک یہ کہ اللہ تعالےٰ کا ذکر بہت زیادہ کرنا چاہیے اور دوسرے بزرگوں کی صحبت میں بیٹھنا اٹھنا زیادہ رکھیں

پس اس تدبیر سے سب دل کے مرض آہستہ آہستہ جاتے رہیں گے۔

جو شخص اللہ تعالےٰ کے راستہ پر چلنا چاہے تو اس کا ضروری دستور العمل یہ ہونا چاہیئے

اس بیان سے معلوم ہوا کہ اگر کوئی شخص اللہ سے ملنے کا راستہ تلاش کرے اور اس راستہ پر چلنا شروع کرے تو اس کو مناسب ہے کہ ایسے شخص کو ڈھونڈے جو اللہ تعالےٰ کی محبت میں ڈوبا ہوا ہو۔ بس اس کے دروازے پر جا پڑے اور جیسا کچھ وہ کہے اس کے موافق کام کرے اور اللہ تعالےٰ کے سوائے اور کسی چیز کے طلب گار مت بنو نہ تو کرامت ہی مقصود ہو اور نہ اگلی پچھلی اور چھپی ہوئی باتیں معلوم کرنا جسے آج کل کشف کہتے ہیں اور نہ اس پر نظر ہو کہ ہم کو مزہ دار حال نصیب ہوں گے وغیرہ وغیرہ تمہیں غرض تو فقط اللہ ہی سے ہونی چاہیئے اور اگر خود بخود یہ چیزیں بھی میسر ہو جائیں تو اللہ تعالےٰ کی عنایت سمجھو ورنہ کچھ خیال نہ کرو عبادت میں مزہ نہ آئے تو اسے چھوڑو مت کثرت سے اللہ پاک کا ذکر کرو اور بہت زیادہ ان کی یاد میں لگے رہو۔ اسی طرح قرآن میں اگر طبیعت اکتانے لگے تو خوب بہت بہت سا پڑھو زیادہ پڑھنے سے خوب دل لگنے لگے گا اگر حرف بھی صحیح نہ ہوں تو جہاں تک اپنے سے ہو سکے صحیح کر لو اور کسی صحیح پڑھنے والے سے سیکھ لو اور اگر پھر بھی پوری طرح صحیح نہ ہو سکیں تو رنجیدہ مت ہوں۔ اللہ تعالےٰ کو اسی طرح قبول ہے۔ البتہ جو لوگ حرف صحیح کر سکتے ہیں اور پھر نہیں کرتے تو ان کی بے شک پکڑ ہو گی ورنہ وہاں تو زیادہ دلوں کی دیکھ بھال چھان بین ہو گی۔ اگر موٹی زبان کا دیہاتی آدمی قرآن غلط پڑھتا ہے لیکن پڑھتا ہے دل سے تو یہ اللہ تعالےٰ کو بہت پسند ہے اور وہ شخص ان کو پسند نہیں جو کہ اس سے ہزار درجہ بہتر پڑھے لیکن دکھاوٹ کے لیے اور اپنا کمال جتانے کے لیے

اس پر مجھے ایک شخص کا قصہ یاد آیا کہ وہ مجھ سے تعلق رکھتا تھا ایک دن مجھ سے کہنے لگا کہ میں کسی فقیر کا چیلا ہو جاؤں میں اس پر خفا ہوا چند روز کے بعد پھر آیا میں نے اس سے ہنسی میں کہا کہ کیوں کسی فقیر کے چیلے بھی ہوئے یا نہیں تو نہایت ہی سادگی سے جواب دیتا ہے کہ بس اب تو تیرا ہی پلہ پکڑ لیا ہے اس کا یہ تیرا کہنا اوروں کے حضور اور جناب کہنے سے زیادہ مزہ دار تھا کیونکہ اس نے دل سے کہا تھا۔

جس طرح نرمی علاج ہے اسی طرح سختی بھی علاج ہے

یہ بھی ضرور سمجھ لینا چاہیے کہ جس طرح نرمی علاج ہے اسی طرح بعض جگہ سختی بھی اس سے بڑھ کر علاج ہے اور یہی وجہ ہے بعضے بزرگ تیز مزاج مشہور ہو جاتے ہیں تو خوب سمجھ لو کہ وہ تیز مزاج نہیں ہوتے۔ بات یہ ہے کہ کبھی کوئی شخص ایسا ہوتا ہے کہ اسے ایک بات نرمی سے سمجھاؤ تو اس پر زیادہ اثر نہیں ہوتا ہے اور نہ زیادہ دنوں تک یاد رہتی ہے اور اسی بات کو اگر سختی سے سمجھاؤ تو اثر بھی زیادہ ہوتا ہے اور یاد بھی بہت دنوں تک رہتی ہے اسی شخص کو جو کسی فقیر کا چیلہ بننا چاہتا تھا دیکھئے کہ ایک ڈانٹ کا اس پر ایسا اثر پڑا کہ آنکھیں کھل گئیں اور اس کی طبیعت جو ڈاواں ڈول تھی وہ ایک ہی طرف جھک گئی۔ غرض غلط بولنا جو پیارا معلوم ہوتا ہے اس کی وجہ یہ ہے کہ اس سے زیادہ پر قدرت نہیں ہوتی اس پر قصہ یاد آیا کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کے زمانہ میں ایک چرواہا زمین پر بیٹھا ہوا محبت کے جوش میں بھرا ہوا کہہ رہا تھا کہ اے اللہ تو کہاں ہے اگر تو مجھے ملے تو تیری نوکری چاکری کروں تیرے پھٹے ہوئے کپڑے سیئوں اور تیرے کنگھی کروں۔ غرض اسی قسم کی باتیں اللہ تعالےٰ کی نسبت کہہ رہا تھا کہ اتنے ہی میں حضرت موسیٰ علیہ السلام ادھر سے گذرے

اس کی باتیں سُن کر فرمایا کہ میاں کس کو کہہ رہے ہو اس نے کہا کہ اللہ سے کہہ رہا ہوں۔ حضرت موسٰی علیہ السلام نے ڈانٹا کہ توبہ کر توبہ کہ اللہ تعالےٰ ان باتوں سے پاک ہیں اور ڈانٹ کر چلے گئے۔ چرواہے نے جو یہ سُنا تو مارے خوف کے تھرّا گیا اسی وقت حضرت موسٰیؑ پر وحی آئی کہ موسٰیؑ تم نے ہمارے بندہ کو ہم سے جُدا کر دیا۔ حضرت موسٰی علیہ السلام نے جو یہ سُنا تو گھبرا گئے اور جلدی سے چرواہے کے پاس آئے اور اس سے کہا کہ بھائی مجھ سے خطا ہو گئی خدا کے لیے معاف کر دو۔ یہاں چرواہے کی عجب حالت تھی حضرت موسٰی علیہ السلام نے جو خطا معاف کرنے کو کہا تو جواب دیا اے موسٰی علیہ السلام ایسا کوڑا لگا ہے کہ مَیں بڑی دُور پہنچ گیا۔ اس قصہ سے معلوم ہو گیا کہ اگر دل محبت سے بھرا ہوا ہو اور کم سمجھی سے بے ادبی کی باتیں زبان پر آ جاویں تو اس پر پکڑ نہیں ہوتی مگر یہ ضرور ہے کہ یہ معافی انہیں لوگوں کے لیے ہے جو اپنی زبان درست نہیں کر سکتے ورنہ اگر کسی کو قدرت ہو اور پھر وہ ایسا کرے تو ضرور گنہگار ہو گا۔

بات بہت دُور جا پڑی اصل مقصود یہ تھا کہ جب قرآن کے اندر ایسی بڑائی ہے اور بزرگی ہے تو جس مہینہ میں یہ اُتارا گیا ہے وہ بھی عزت و شرف رکھتا ہو گا۔ خاصکر رمضان کے اخیر کے دس دن جس میں کہ شب قدر ہے وہ تو بے انتہا شرف اور بزرگی رکھتے ہیں اس لیے کہ قرآن پاک رمضان میں خاص انہیں دس دن کے اندر اندر اترا ہے۔ رہے رمضان کے اول کے بیس دن سو ان کو انہیں دن کی بدولت شرف اور عزت نصیب ہوئی ہے اس اخیر کے دس دن میں ایک خوبی تو یہ ہوئی کہ قرآن اس میں اترا ہے دوسری خوبی یہ ہے کہ شب قدر بھی انہیں دس دن میں ہوتی ہے جیسا کہ حدیث شریف سے معلوم ہوتا ہے اور اکثر طاق راتوں میں ہوتی ہے۔ اللہ پاک فرماتے ہیں شب قدر ہزار مہینوں سے بہتر

ہے۔ صاحبو! یہ ایسی برکت اور خوبی کی چیز ہے کہ جو اس سے محروم رہ جاوے تو ایسا سمجھو کہ ساری بھلائیوں سے محروم اور بے نصیب ہو گیا۔

شب قدر کی برکت حاصل کرنے کی تاکید

حدیث میں ہے کہ جو شخص شب قدر سے بے نصیب رہا تو وہ ساری بھلائیوں سے محروم رہا۔ لیکن بعض لوگ غلطی سے یہ سمجھے ہوئے ہیں کہ اگر جاگیں تو تمام رات جاگیں اور اگر تمام رات نہ جاگے تو کچھ فائدہ نہ ہو گا یہ نہایت بے ہودہ خیال ہے اگر اس رات کے اکثر حصہ میں بھی عبادت کرے تو اس کو شب قدر کی برکت نصیب ہو جاوے گی اور میں کہتا ہوں کہ اگر تمام رات بھی جاگنا پڑے تو کون سی وقت ہے صاحبو! رمضان سال بھر کے بعد آتے ہیں آپ کو معلوم ہو گا کہ پچھلے رمضان میں بہت سے لوگ ایسے تھے کہ وہ اس وقت دُنیا میں نہیں رہے ہم کو کیا خبر ہے کہ اگلے رمضان تک کس کس کی باری آئے گی اس لیے اگر ایسی بڑی دولت کمانے کے لیے ایک دو رات کوئی جاگ بھی لیا تو کیا دقت کی بات ہے۔ لیکن خیر اگر تمام رات کی ہمت نہ ہو تو اکثر حصّہ کو تو چھوڑنا ہی نہیں چاہیے اور بہتر یہ ہے کہ اکثر حصہ اخیر رات کا ہو۔ کیونکہ اوّل تو اس وقت تک کھانا ہضم ہو چکتا ہے طبیعت ہلکی ہوتی ہے۔ دُعا میں خوب جی لگتا ہے۔ دوسری حدیث میں آیا ہے کہ اللہ تعالےٰ اخیر رات میں ہر روز اپنے بندوں پر بہت بڑی رحمت کرتے ہیں اور مہربانی سے ان کی طرف توجہ کرتے ہیں دوسرے یہ بات بھی ہے کہ اخیر رات میں شور و غل بھی نہیں ہوتا ایک اطمینان کی حالت ہوتی ہے اور یہ کچھ شب قدر ہی کے ساتھ خاص نہیں بلکہ ہر رات کے اخیر حصہ میں اللہ پاک کی رحمت اور مہربانی ہوتی ہے اور طبیعتوں پر اطمینان ہوتا ہے کسی نے خوب کہا ہے ؎

اے خواجہ چہ پرسی زشب قدر نشانے
ہر شب شب قدر است اگر قدر بدانے

یعنی جو شخص ہر رات کی قدر نہ جانے گا تو وہ شب قدر کو بھی نہ پہچانے گا۔ اسکی وجہ یہ ہے کہ شب قدر انہیں راتوں میں سے کسی رات میں ہوگی تو جو شخص سب راتوں کی قدر کرے گا وہ شب قدر بھی پالے گا اور جو اور راتوں کی بے قدری کر کے غفلت کی نیند سوتا رہے گا وہ اپنی اس عادت کی وجہ سے شب قدر بھی ہاتھ سے کھو دے گا۔

جو شخص تمام سال راتوں کو عبادت کریگا وہ ضرور شب قدر پالے گا، اس پر عجیب حکایت

اسی وجہ سے بعض بزرگوں نے کہا ہے کہ جو شخص تمام سال راتوں کو جاگے گا تو وہ شب قدر بھی پالے گا کیونکہ جب سال بھر تک برابر راتوں کو عبادت کرو گے تو شب قدر میں بھی عبادت ضرور ہو جاوے گی کیونکہ انہیں راتوں میں ایک رات وہ بھی ہے۔ بوستان میں ایک قصہ لکھا ہے کہ کسی شاہزادہ کا ایک بڑا قیمتی لعل ایک رات کسی جگہ گر گیا تو اس نے حکم دیا کہ اس جگہ کی ساری کنکریاں اٹھا کر اکٹھی کرلیں لوگوں نے اس کی وجہ پوچھی تو کہا کہ اگر کنکریاں چھانٹ کر جمع کی جاتیں تو شاید ان میں لعل نہ آتا اور جب ساری کنکریاں اٹھالی ہیں تو لعل ضرور آگیا ہے۔ لیکن خیر ایسے ہمت والے لوگ تو اس وقت کہاں ہیں کہ اس قیمتی لعل کی تلاش میں سال بھر تک راتوں کو جاگا کریں مگر رمضان کے اخیر کے دس دن تو ضرور جاگنا اور عبادت کرنا چاہیے کیونکہ وہ اکثر انہیں راتوں میں ہوتی ہے اور اگر کوئی شخص نہایت ہی کمزور اور کم ہمت ہو تو خیر وہ ستائیسویں رات کو تو ضرور جاگ لے اور عبادت کرے اس لیے کہ ان دس راتوں میں سے بھی اس ہی رات میں شب قدر اکثر ہوتی ہے

اور میں کہتا ہوں کہ اگر وہ رات شب قدر نہ بھی ہوئی بلکہ اور کوئی معمولی رات ہوگئی تو تم نے تو شب قدر ہی کی نیت سے عبادت کی ہے پس تمہارا ثواب تو ان شاء اللہ کہیں نہیں گیا خدا نے چاہا تو تمہیں شب قدر ہی کا ثواب ملے گا کیونکہ ان کے یہاں نیت دیکھی جاتی ہے۔ حدیث شریف میں ہے کہ ہر کام میں نیت کا اعتبار ہے۔ صاحبو! اب تو آپ کو بہت ہی آسانی ہوگئی اس پر بھی ہمت نہ کرو تو غضب کی بات ہے۔

اعتکاف کی فضیلت

تیسری خوبی رمضان شریف کی اخیر دس دن کی یہ ہے کہ اس میں اعتکاف کرنا سنت ہے اور اس کا طریقہ یہ ہے کہ ۲۰ تاریخ کو مغرب کی نماز سے پہلے مسجد میں آجاوے اور اعتکاف کی نیت کرلے اور جب عید کا چاند دیکھ لیا جاوے اس وقت باہر نکلے اور اگر پورے دس دن کا اعتکاف نہ کرسکے تو اس سے کم کا کرلے یہ خیال نہ کرے کہ اعتکاف کرتا تو پورے دس دن کا کرتا اس سے کم میں کیا فائدہ ہوگا کیونکہ اگر بڑھیا درجہ کا ثواب نہ ملے گا تو کم درجہ کا تو مل ہی جائے گا۔ صاحبو! اگر دس دن نہ کرسکو تو نو دن سہی اس قدر بھی نہ ہو سکے تو سات دن ہی سہی غرض جس قدر بھی ہو سکے چھوڑو مت اور ایک بہت بڑی خوبی اعتکاف کی یہ ہے کہ اعتکاف کے زمانہ میں ہر وقت اعتکاف کرنے والے کو نماز کا ثواب ملتا رہتا ہے کیونکہ حدیث شریف میں ہے کہ اگر مسجد میں بیٹھ کر نماز کا انتظار کرو تو انتظار میں بھی نماز ہی کا ثواب ملے گا اور ظاہر ہے کہ جس نے اعتکاف کیا ہے وہ ہر وقت مسجد ہی میں رہے گا تو اس کو نماز کا بھی انتظار ضرور رہے گا۔ اگر یہ سووے گا بھی تو اس نیت سے کہ اٹھ کر فلاں نماز پڑھنی ہے اگر کوئی کام بھی کرے گا تو اس نیت کے ساتھ کہ فلاں نماز تک یہ کام کروں گا غرض اس کا سونا جاگنا اٹھنا بیٹھنا ہر ہر کام میں ثواب کا ثواب

ملے گا پس اس سے بڑھ کر اور کیا خوبی ہو گی۔

بوڑھے باپ کی خدمت کرنی نہایت ضروری ہے

حدیث شریف میں آیا ہے ایک مرتبہ حضور نبئ کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس سب صحابہؓ موجود تھے۔ پس آپ نے فرمایا کہ ذلیل ہو گیا وہ شخص اور اس لفظ کو کئی مرتبہ کہا صحابہؓ گھبرا گئے اور دریافت کیا کہ حضرت کون شخص ذلیل ہو گیا آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ایک وہ شخص ذلیل ہوا جس نے اپنی زندگی میں بوڑھے ماں باپ کو پایا اور ان کی خدمت کر کے جنت نہ کمائی اس میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے بوڑھے ماں باپ کی خدمت کرنے کی بہت تاکید کی کیونکہ اگر ماں باپ خود جوان ہیں تو اوّل تو وہ اس کے محتاج نہیں ہوں گے جیسے اس کے ہاتھ پیر چلتے ہیں ان کے بھی ہاتھ پیر چلتے ہوں گے۔ دوسری وجہ یہ بھی ہے کہ جوان ماں باپ کی خدمت سے دل بھی نہیں گھبراتا اس لیے ان کی اگر کچھ خدمت کر بھی دی تو کچھ مشکل نہیں نہ کچھ کمال ہے رہے بوڑھے ماں باپ تو وہ اس کے محتاج ہوتے ہیں اور ان کی سب طاقتیں کمزور ہو جاتی ہیں اس وجہ سے خود کچھ بھی نہیں کر سکتے اور چونکہ اکثر کام ان کے مزاج کے موافق نہیں ہوتے اس لیے مزاج میں تیزی آجاتی ہے۔ پس ایسے ماں باپ کی خدمت کرنا بہت ہی ضروری ہے کیونکہ وہ بیچارے بالکل ہی بے بس ہوتے ہیں اور ہر طرح سے اس کے محتاج ہوتے ہیں اور ان کی تیز مزاجی سے تنگ ہونا بہت بڑا گناہ ہے۔

اکثر لوگ ماں باپ کی خدمت سے تنگ ہو جاتے ہیں اسکی وجہ یہ ہے کہ وہ اپنے لڑکپن کو بھول جاتے ہیں

اس کی عجیب حکایت

مگر دیکھا جاتا ہے کہ اکثر آدمی ان کی خدمت سے تنگ ہو جاتے ہیں جسکی بڑی وجہ یہ ہے کہ وہ اپنے لڑکپن کے

زمانہ کو بھول جاتے ہیں کہ اس وقت ماں باپ نے ان کے کیسے کیسے ناز اٹھاتے ہیں اگر وہ انہیں یاد رہتے تو ان کی خدمت سے تنگ نہ ہوتے۔ ایک بنئے کا قصہ مشہور ہے کہ اس نے اپنے بڑھاپے میں ایک مرتبہ اپنے لڑکے سے دریافت کیا کہ بھئی یہ دیوار پر کیا چیز بیٹھی ہے صاحبزادے اوّل تو دل میں بہت خفا ہوئے کہ اس بے کار بات کے دریافت کرنے کی آپ کو ضرورت ہی کیا ہے مگر خیر کچھ لحاظ کیا اور بتلا دیا کہ ابا جان کوا ہے بنئے نے پھر پوچھا کہ بھائی یہ دیوار پر کیا چیز بیٹھی ہے صاحبزادہ نے کہا کہ ابھی تو بتلا دیا تھا کہ کوا ہے۔ تیسری بار اس نے پھر پوچھا تو صاحبزادے نے بگڑ کر جواب دیا کہ تمہارا تو دماغ چل گیا۔ چپکے پڑے رہو اس پر بنئے نے اپنا بہی کھاتہ منگوایا اور کھول کر دکھلایا کہ صاحبزادے دیکھو تم نے ایک سو بار مجھ سے اپنے بچپن میں یہی دریافت کیا تھا اور میں نے ہر بار محبت سے جواب دیا تھا تم دو ہی بار میں گھبرا گئے۔ لیکن شاید کوئی شخص کہے کہ صاحب بوڑھوں کی تیز مزاجی تو خود طبیعت ہی کو بُری معلوم ہوتی ہے کوئی اختیار کی بات نہیں اگر اس پر بھی پکڑ ہو گی تو سخت مشکل ہو گی تو اس کا جواب یہ ہے کہ اللہ پاک طبیعت کی گھبراہٹ پر پکڑ نہیں کرتے اپنے کلام پاک میں حقوق والدین کے ذکر کے ساتھ فرماتے ہیں: رَبُّكُمْ اَعْلَمُ بِمَا فِيْ نُفُوْسِكُمْ اِنْ تَكُوْنُوْا صٰلِحِيْنَ فَاِنَّهٗ كَانَ لِلْاَوَّابِيْنَ غَفُوْرًا (سورہ بنی اسرائیل) اس کا خلاصہ یہ ہے کہ ماں باپ کی ہر وقت کی تیز مزاجی سے جو گھبراہٹ تمہارے دلوں میں پیدا ہو جاوے اور اس کی وجہ سے کوئی بات روکھے پن کی تمہاری زبان سے نکل جاوے تو اس پر تمہاری پکڑ نہیں لیکن اللہ تعالےٰ دل کی نیت کو جانتا ہے۔ اگر تمہارے دل میں ماں باپ کی تابعداری ہے اور نیک بختی تم پر غالب ہے اور اپنی بے ادبی کا عذر بھی کرتے رہو تو اللہ پاک اس طرح کی باتوں کو معاف کر دیتے ہیں۔

ایک تو یہ شخص ذلیل ہوا دوسرا وہ شخص جس کے سامنے میرا نام لیا جاوے اور وہ درود نہ پڑھے۔ تیسرا وہ شخص کہ رمضان شریف آئے بھی اور گذر بھی جاتے اور اس نے اپنے گناہ نہ بخشوائے یعنی برے کاموں سے توبہ نہ کی اور ایسے کام نہ کیے جن سے گناہ معاف ہو جاتے

رمضان شریف کی فضیلت

حدیث شریف میں آیا ہے کہ رمضان شریف ایسا برکت کا مہینہ ہے کہ اس کے اول حصہ میں اللہ تعالےٰ کی رحمت ہوتی ہے اور درمیان کے حصہ میں بندوں کے گناہ بخشے جاتے ہیں اور اخیر کے حصہ میں بندوں کو دوزخ سے بالکل چھٹکارا ہو جاتا ہے اس سے معلوم ہوا کہ رمضان کا مہینہ سر سے پیر تک رحمت ہی رحمت ہے پس آدمی کو چاہیے کہ اس مہینہ میں اپنے گناہ بخشوانے کا سامان کرے اور اس کا طریقہ یہ ہے کہ نیک کام کرے اس سے بھی معلوم ہو گیا کہ گناہ معاف کرا لینا بندہ کے اختیار میں ہے بس توبہ کر کے نیک کام کرنے شروع کر دے سب گناہ بخشے گئے خود اللہ پاک فرماتے ہیں کہ اپنے مالک سے گناہ بخشوانے میں جلدی کرو اور اس جنت کی طرف دوڑو جس کو پرہیزگار لوگوں کے لیے تیار کیا ہے تو جو شخص بھی اس قاعدہ پر عمل کرے گا وہ اپنے گناہ بخشوا لے گا اور جو شخص یہ عمل نہ کرے گا وہ محروم رہے گا پس ظاہر ہو گیا کہ گناہ بخشوانا خود ہمارے اختیار میں ہے اگر ہم چاہیں تو پرہیزگار بن کر اپنے گناہوں کو بخشوا سکتے ہیں۔

جاہل واعظوں کی بڑی بھاری غلطی

جو لوگ بغیر علم کے وعظ کہتے ہیں وہ اس جگہ بڑی بھاری غلطی کرتے ہیں کیونکہ وہ اپنے وعظوں میں کہا کرتے ہیں کہ اللہ تعالےٰ کی ذات بالکل بے پروا ذات ہے وہ چاہے تو ذرا سی بات میں بخش دے اور چاہے تو ذرا سی بات پر جہنم میں بھیج دے اور یہ مضمون ایسے

طور سے کہتے ہیں جس سے لوگ یوں سمجھتے ہیں کہ (توبہ توبہ) اللہ تعالےٰ کے ہاں کوئی قاعدہ ہی مقرر نہیں یوں ہی اناپ شناپ بے تکے طور پر جو چاہتے ہیں ایسی باتیں سن کر اکثر لوگ ناامید ہو جاتے ہیں اس لیے کہ وہ ڈرتے ہیں کہ خدا جانے کس بات پر اچانک پکڑ ہو جاوے اور ساری کی کرائی محنت ہی اکارت ہو جاوے۔ پھر اس ناامیدی کے بڑھنے سے وہ عبادت میں محنت کرنا چھوڑ دیتے ہیں اسی طرح اکثر لوگ خوب جی بھر کر گناہ کرنے لگتے ہیں اور کہتے ہیں کہ جب اللہ تعالےٰ کے یہاں کوئی قاعدہ ہی نہیں ذراسی بات پر جنت دے دی ذراسی بات میں دوزخ میں بھیجدیا تو پھر ہم اپنے مزے کیوں خراب کریں اور خواہ مخواہ مصیبت میں کیوں پڑیں شاید خدا کو انہیں کاموں میں سے کوئی بات پسند آجاوے جس سے وہ مہربان ہو کر ہم کو بخش دیں لاحول ولاقوۃ خدائی کیا ہوئی اینا ؤ نگر کی بادشاہی ہوئی جہاں سب کام بے ڈھنگے ہی ہوتے تھے۔

اینا ؤ نگر کی عجیب حکایت

مشہور ہے کہ ایک گرُو اور ان کا چیلہ سفر کرتے ہُوتے ہُوتے ایک شہر میں پہنچے نام پوچھا تو معلوم ہوا اینا ؤ نگر ہے (اس کے معنی ہیں بے انصافی کا نگر) وہاں کے بازار میں جا کر چیزوں کا بھاؤ پوچھا تو معلوم ہوا کہ اناج سے لے کر گھی دودھ تک ہر چیز سولہ سیر کی ملتی ہے یہ سُن کر چیلہ تو بہت خوش ہوا کہ خوب دودھ گھی کھا کر موٹے ہوں گے مگر گرو نے کہا کہ بھائی اس جگہ ٹھہرنا ٹھیک نہیں یہ شہر تو بہت ہی بے تکا معلوم ہوتا ہے کہ چھوٹوں بڑوں میں کچھ فرق ہی نہیں مگر چیلہ نے ضد کی آخر رہ پڑے چند روز میں سیر کرتے کرتے راجا کی کچہری تک جا پہنچے دیکھا کہ ایک مقدمہ راجا صاحب کے سامنے پیش ہو رہا ہے بہت سے آدمی جمع ہیں۔ پوچھنے سے معلوم ہُوا ایک چور نے مہاجن پر دعویٰ کیا ہے دعویٰ یہ ہے کہ ہم دونوں چوری کرنے اس کے گھر گئے نقب لگایا

میرا ساتھی اندر جانے لگا تو دیوار اوپر سے آپڑی مر گیا۔ بس میں اس کا اس مہاجن سے بدلہ چاہتا ہوں۔ اس مہاجن سے دریافت کیا گیا کہ وہ دیوار ایسی کیوں بنائی تھی اس نے کہا کہ مکان بنانے والے سے پوچھئے وہ بلایا گیا اس نے کہا کہ گارا بنانے والے سے پوچھئے اس کو بلایا اس نے کہا کہ سقہ نے پانی بہت ڈال دیا تھا جس سے گارا پتلا ہو گیا اس کو بلایا اس نے کہا کہ سرکاری ہاتھی جھپٹا ہوا آتا تھا خوف سے پانی زیادہ نکل پڑا۔ ہاتھی چلانے والے کو بلایا اس نے کہا کہ ایک عورت پازیب پہنے آتی تھی اس کی جھنکار سے ہاتھی دوڑ پڑا عورت کو بلایا اس نے کہا کہ سنار نے ایسا ہی باجا ڈال دیا تھا۔ اس کو بلایا گیا وہ کچھ جواب نہ دے سکا حکم ہوا کہ سنار کو پھانسی دے دو۔ اسے پھانسی کے لیے لے چلے جب اسے پھانسی پر چڑھایا تو پھانسی کا پھندہ اس کے گلے سے بڑا نکلا لوگوں نے آکر راجا صاحب سے کہا کہ پھندہ اس کے گلے سے بڑا ہے راجا صاحب نے کہا کہ اچھا تو پھر کسی موٹے آدمی کو ڈھونڈ کر پھانسی دے دو۔ غرض موٹے آدمی کو ڈھونڈھنا شروع کیا۔ وقت کی بات کہ سب لوگوں میں چیلہ سے زیادہ موٹا کوئی نہ نکلا آخر اس کو ہی پھانسی دینے کے لیے پکڑ لیا گیا۔ اب چیلہ صاحب بہت گھبرائے اور گرو سے کہا کہ خدا کے لیئے بچاؤ اس نے جواب دیا کہ میں نہ کہتا تھا کہ یہاں رہنا اچھا نہیں آخر نتیجہ دیکھا مگر گرو نے یہ تدبیر نکالی کہ پھانسی کے وقت خود آگے بڑھے اور کہا کہ صاحبو اس کو پھانسی نہ دو مجھ کو دے دو۔ لوگوں نے وجہ پوچھی تو اس نے کہا کہ اس وقت مَیں نے اپنی پوتھی کو جو دیکھا تو معلوم ہوا کہ اس وقت جو شخص پھانسی دیا جاوے گا وہ سیدھا جنت میں جاوے گا راجہ صاحب نے جو یہ سُنا تو آگے بڑھ کر کہا کہ اچھا جب ایسی بات ہے تو ہم کو پھانسی دے دو تاکہ جنت میں ہم ہی چلے جاویں۔ پس راجا صاحب کو پھانسی دے دی گئی۔ تو ان جاہل واعظوں کے بیان سے سمجھا جاتا ہے کہ توبہ توبہ خدا کے کام بھی اینانو نگر

کے راجا کی طرح بے ڈھنگے ہوتے ہیں۔ صاحبو! یاد رکھو کہ اللہ تعالےٰ کے یہاں ہر کام قاعدہ سے ہوتا ہے ثواب کا بھی ایک قاعدہ ہے اور عذاب کا بھی۔ ثواب کا قاعدہ تو یہی ہے جو ابھی بیان ہوا کہ توبہ کر کے گناہ بخشوالو نمازی پرہیز گار ہو کر جنت لے لو

اگر آئندہ گناہ ہو جانے کا اندیشہ بھی ہو تب بھی توبہ کرنی مت چھوڑو

اسکی نہایت عمدہ مثال

اگر یہ ڈر ہو کہ توبہ ٹوٹ جاوے گی اور گناہوں سے نہ رک سکیں گے تو ہمت نہ ہارو کیونکہ اگر توبہ ٹوٹ بھی گئی تو پھر کر لینا دیکھو اگر ایک کپڑا پھٹ جاتا ہے تو اس کو پھٹا ہوا نہیں چھوڑتے بلکہ اسی وقت سی لیتے ہیں اور اس کا کچھ بھی خیال نہیں کیا جاتا کہ یہ سینے کے بعد پھر پھٹ جائے گا۔ پھر پھٹے تو پھر سی لینا بس یہی حالت توبہ کی ہے کہ صرف توبہ ٹوٹ جانے کے ڈر سے توبہ نہیں چھوڑنی چاہیے بلکہ اگر ٹوٹ بھی جائے تو پھر توبہ کرلے ابھی توبہ کا دروازہ بند نہیں ہوا بلکہ اگر دن میں سو بار بھی توبہ ٹوٹ جاوے ناامید مت ہو بلکہ اس توبہ چھوڑ دینے کی وجہ سے ہم کو گناہوں پر زیادہ ہمت ہو جاتی ہے کیونکہ جو شخص توبہ کرتا رہے گا اس کے دل میں اللہ تعالےٰ کی بڑائی کسی نہ کسی قدر ضرور ہوگی اور یہ بڑی وجہ ہے گناہوں سے رک جانے کی مگر جو شخص کبھی توبہ نہ کرے گا وہ تو بالکل ہی خدا کو بھول جاوے گا۔ جب اللہ تعالےٰ کی بڑائی اس کے دل ہی میں نہ ہوگی تو کچھ بھی یہ کرے وہ تھوڑا ہے۔

قرآن سُنانے پر اُجرت نہ لینی چاہیے

اور یہ بھی یاد رکھنا چاہیے کہ ان اخیر کے دنوں میں بہت سی مسجدوں میں قرآن شریف ختم ہوگا اس میں اکثر لوگ پڑھنے والوں کو کچھ دیا کرتے ہیں۔ سو پڑھنے والوں کو چاہیے کہ ہرگز نہ لیا کریں دوسرے اکثر مسجدوں میں ختم کے دن مٹھائی

بانٹی جاتی ہے اس میں جو گڑ بڑ ہے سبھی جانتے ہیں اور اس خرافات میں شرع کے قاعدہ سے جو کچھ خرابیاں ہونے لگی ہیں کئی مرتبہ بیان ہو چکی ہیں اس وقت ان کے دہرانے کا وقت نہیں اور نہ زیادہ ضرورت ہے صرف اتنا کہا جاتا ہے کہ اس کے اندر جو کچھ خرابیاں ہیں ان پر نظر ڈالو اور خیال کرو کہ اس میں کیا کچھ خرابیاں پیدا ہو گئی ہیں پس اس کو بھی چھوڑ دو دیکھو اس کی بدولت بے چارے غریبوں پر بہت بڑا بوجھ پڑ گیا ہے۔

قرآن کے ختم میں مٹھائی بانٹنے میں بہت خرابیاں ہیں

میرے منع کرنے پر بعض غریب جولاہوں نے بہت خوشی ظاہر کی کہ ہم کو ہر سال چندہ دینے کی مصیبت پڑتی تھی آپ نے ہمیں اس مصیبت سے بچا دیا۔ معلوم ہوا کہ لوگوں پر چندہ دینا بہت دُشوار ہے پھر بتلایئے کہ یہ چندہ لینا کیونکر جائز ہوگا بعض رئیسوں نے مجھ سے کہا کہ آپ غریبوں کو منع کیجئے لیکن امیروں کو منع کرنے کی ضرورت نہیں یہ بالکل غلط خیال ہے اس لیے کہ اگر امیروں نے نہ چھوڑا تو شرم کی وجہ سے غریبوں سے بھی چھٹنا مشکل ہوگا اور اگر امیروں نے چھوڑ دیا تو غریبوں کو چھوڑنا کچھ مشکل نہیں بعض مسجدیں ایسی بھی ہیں کہ ان میں مٹھائی چندہ سے نہیں بانٹی جاتی بلکہ خوشحال آدمی اپنے اپنے طور پر بانٹتے ہیں لیکن وہاں دوسری خرابیاں ہوتی ہیں جیسے دکھاوٹ اور شہرت نام وغیرہ کے لیے بانٹنا اور ہر طور پر بچوں اور بے نمازیوں کے جھمگھٹے سے مسجد کی بے ادبی ہونا اس قسم کی بہت سی خرابیاں ہیں عقلمند آدمی ان کو خود ہی سمجھ سکتا ہے ایک مرتبہ بریلی میں قرآن سُنانے کا اتفاق ہو گیا۔ میرے بھائی نے مٹھائی بانٹنے کے لیے کہا میں نے منع کیا لیکن انھوں نے کہا کہ کیا حرج ہے جب انہوں نے زیادہ کہا تو میں چپ رہا اور سوچا کہ بہتر ہے یہ خود ان خرابیوں کو دیکھ لیں۔ پس انھوں

نے خود اپنے انتظام سے مٹھائی بانٹی۔ لوگوں کے بے ڈھنگے پن کو دیکھ کر وہ اس قدر پریشاں ہوئے کہ مٹھائی بانٹنے سے نمٹ چکے تو خود کہا کہ آپ کی رائے بہت ٹھیک تھی واقعی یہ خرافات ہے۔ بے کار کام کبھی نہ کرنے چاہئیں مگر افسوس یہ ہے کہ بعض لوگ خرابیاں سمجھ بھی جاتے ہیں۔ لیکن پھر بھی اپنے اس بے ہودہ کام سے نہیں رکتے اس وعظ میں رمضان کے اخیر دس دن کے جو حکم بیان کیے گئے ان سب کو یاد رکھنا چاہیے۔ اور کوشش کرنا چاہیے کہ ان پر پورے طور سے عمل ہو جاوے اور اللہ تعالیٰ سے دعا کرنی چاہیے کہ وہ توفیق عمل کی بخشیں۔

کوچ ہاں اے بے خبر ہونے کو ہے
تا بہ کے غفلت سحر ہونے کو ہے
باندھ لے توشہ سفر ہونے کو ہے
ختم ہر فردِ بشر ہونے کو ہے

ایک دن مرنا ہے آخر موت ہے
کرلے جو کرنا ہے آخر موت ہے

مجذوب رحمۃ اللہ علیہ

ارشادات

حضرت حکیم الامت مجدد الملت
مولانا محمد اشرف علی صاحب تھانوی نور اللہ مرقدہ

بدنگاہی کے نقصانات

فرمایا کہ بعض لوگ یہ سمجھتے ہیں کہ کسی نامحرم کو دیکھنے کا تقاضا قلب میں ہو، اس کو ہم ایک دفعہ جی بھر کر دیکھ لیں تو تسکین ہو جائے گی، یہ محض غلط ہے وہ تسکین عارضی ہے۔ اس دیکھنے سے جوش کم نہیں ہوتا بلکہ دل کی گہرائی میں اُتر جاتا ہے اس لئے محسوس نہیں ہوتا اور تسکین کا جو شبہ ہوتا ہے تو قصداً اس کا تصور کر کے مزہ لینا زہر قاتل، رہزن دین ہے۔

حدیث شریف میں ہے:

اَلنَّظَرُ سَهْمٌ مِنْ سِهَامِ اِبْلِيْس

نظر ابلیس کے تیروں میں سے ایک تیر ہے

توبہ کا کمال

فرمایا کہ اگر ساری زمین گناہوں سے بھر جاوے تو توبہ سب کو مٹا دیتی ہے۔ دیکھئے بارود ذراسی ہوتی ہے مگر بڑے بڑے پہاڑوں کو اڑا دیتی ہے۔

صحبتِ اولیاء

فرمایا جو شخص بخشش کا طالب ہو اولیاء کرام کی صحبت میں بیٹھے۔ تمہارے اعمال میں ان کی صحبت سے برکت ہوگی۔ اہل اللہ کے دل روشن ہیں۔ پاس رہنے سے دل میں نُور آتا ہے۔ جب نور آتا ہے ظلمت و تاریکی بھاگ جاتی ہے، شبہ جاتا رہتا ہے۔ ان کا دیکھ لینا ہی کافی ہوتا ہے۔

اتّباعِ سُنّت سے محبوبیت کا راز

فرمایا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی اتباع میں خاص برکت کا راز یہ ہے کہ جو شخص آپ کی ہئیت (وضع) بناتا ہے اس پر اللہ تعالےٰ کو محبت اور پیار آتا ہے کہ یہ میرے محبوب کا ہم شکل ہے۔ پس یہ وصول کا سب سے اقرب طریق ہے (اللہ تک پہنچنے کا سب سے قریب راستہ ہے۔)

(کمالاتِ اشرفیہ)

فروع الایمان ــــــ سے ــــــ ایک اقتباس

قطب عالم حکیم الامت مجدد الملت حضرت اقدس مولانا محمد اشرف علی صاحب تھانوی رح

رفع اشتباہ

شبہ کا ازالہ

کسی کو یہ شبہ ہو کہ میں تحصیل دنیا (دنیا حاصل کرنے) سے منع کرتا ہوں یا اس کے اسباب و وسائل مثلاً انگریزی پڑھنا، صنائع جدیدہ (نئی نئی چیزیں) ایجاد کرنا وغیرہ کو حرام کہتا ہوں۔ بھلا بلا دلیل شرعی محض تعصباً (صرف تعصب سے) میں اس پر حرمت (حرام ہونے) کا فتویٰ دے کر اللہ پر افتراء (بہتان، الزام) کرنے والا بننا کیسے پسند کروں گا ہرگز میرا یہ مطلب نہیں، خوب دنیا کماؤ، نوکری کرو، اس کے وسائل بہم پہنچاؤ بلکہ ظاہری اطمینان اکثر باطنی اطمینان کا ذریعہ ہوتا ہے۔

خداوند روزی بحق مشتغل

پراگندہ روزی پراگندہ دل

ترجمہ روزی کا مالک حق کے ساتھ مشغول رہتا ہے جس کی روزی پریشان ہے اس کا دل پریشان ہے۔

مگر دین کو مت ضائع کرو، بے وقعت مت سمجھو، تحصیل دنیا میں احکام و قوانین الٰہی

کی پابندی رکھنے کی کوشش کرو، دُنیا کو دین پر ترجیح مت دو، جس جگہ دونوں نہ تھم سکیں نفع دُنیا کو چولھے میں ڈال دو۔ تعلیم علوم دنیویہ میں نماز روزہ سے غافل مت ہو جاؤ۔ عقائد اسلام پر پختہ رہو، بُری صحبت سے بچتے رہو اور نہ بچ سکو تو کم از کم بلا ضرورت دوستی اور اختلاط (ملنا جُلنا) تو نہ کرو، علماء وصلحاء کی صحبت سے نفور (نفرت) مت کرو۔

اپنے عقائد و اعمال کو ان کی خدمت میں جا کر سنوارتے رہو، کوئی شبہ ہو دریافت کر لیا کرو اور غیر حق پر نظر مت رکھو۔ اللہ تعالےٰ کو ہر وقت اپنے اقوال وافعال (کام) پر بصیر و خبیر (دیکھنے اور جاننے والا) سمجھو۔ حساب و جزا سے ڈرتے رہو۔ وضع (بناوٹ) ولباس میں شریعت کا پاس رکھو، غُربا اور مسکین کو حقیر مت سمجھو اُن کی خدمت وسلوک کو فخر سمجھو۔ اپنے کو تواضع اور مسکنت (عاجزی اور غریبی) سے رکھو، بڑوں کا ادب کرو، کسی پر ظلم وغصہ مت کرو، دل میں رقّت (نرمی) پیدا کرو، سنگ دِل، لااُبالی مت بنو۔ جس قدر وجہ حلال سے مِل جاوے، اس پر قناعت (صبر) کرو۔ اپنے سے زیادہ مالداروں کو دیکھ کر حرص وہوس (لالچ اور خواہش) مت کرو، سادگی سے بسر کرو تاکہ فضول خرچی سے بچو، اس وقت کثرتِ آمدنی کی بھی حرص نہ ہو گی اور اسی طرح جس قدر اسلامی اخلاق ہیں اُن کو برتاؤ میں رکھو۔ تصحیح عقائد پابندی اعمال واخلاق وضع اسلامی کے ساتھ اگر لندن جا کر بیرسٹر بن آؤ، منصفی کرو، ڈپٹی کلکٹری وججی سے ممتاز ہو۔ چشم ما روشن دل ماشاد۔ ورنہ۔

مبادا دل آں فرومایہ شاد
کہ از بہر دُنیا دہد دین بباد

اَللّٰھُمَّ اھْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِیْمَ صِرَاطَ الَّذِیْنَ اَنْعَمْتَ عَلَیْھِمْ غَیْرِ الْمَغْضُوْبِ عَلَیْھِمْ وَلَا الضَّآلِّیْنَ اٰمِیْن

بسم اللہ الرحمن الرحیم

حضورِ اقدس صلی اللہ علیہ وسلم

کی صحیح حدیث شریف

لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَاشَرِيْكَ لَهٗ اَحَدًا
صَمَدًا لَمْ يَلِدْ وَلَمْ يُوْلَدْ وَلَمْ يَكُنْ لَّهٗ كُفُوًا اَحَدٌ

ان مبارک اور بابرکت کلمات کو ایک مرتبہ بخلوصِ دل پڑھنے والے کو بشارت ہو کہ بیس لاکھ نیکیاں اس کے اعمال میں درج کی جاتی ہیں۔ اللہ جلّ شانہ کا کس قدر عظیم انعام اور احسان ہے کہ مومنین پر رحمتوں کی بارش مقدر فرماتے ہیں۔

ماخوذ از : فضائل ذکر

مصنفہ : شیخ الحدیث حضرت مولانا محمد زکریا کاندھلوی رحمۃ اللہ علیہ

جامع دعا

جس میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ۲۳ سالہ نبوت کی ساری دعائیں موجود ہیں۔

حضرت ابو امامہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے بہت کثرت سے دُعائیں مانگیں لیکن ہم چند لوگوں کو ان میں سے کچھ بھی یاد نہ رہیں۔ ہم نے عرض کیا: "یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! آپ نے بہت دُعائیں مانگیں لیکن ہم کو ان میں سے کچھ بھی یاد نہیں" آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ کیا میں تم سب کو ایسی دُعا نہ بتا دوں جو ان سب دعاؤں کی جامع ہو۔ تم یوں کہا کرو۔

اَللّٰهُمَّ اِنِّیٓ اَسْئَلُكَ مِنْ خَيْرِ مَا سَأَلَكَ مِنْهُ نَبِيُّكَ مُحَمَّدٌ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَاَعُوْذُبِكَ مِنْ شَرِّ مَا اسْتَعَاذَ مِنْهُ نَبِيُّكَ مُحَمَّدٌ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَاَنْتَ الْمُسْتَعَانُ وَعَلَيْكَ الْبَلَاغُ وَلَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ ط

ترجمہ: اے اللہ! ہم آپ سے اس خیر کی دُعا کرتے ہیں جو آپ کے نبی محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے آپ سے مانگی ہے اور ہم آپ کے حضور اس شر سے پناہ مانگتے ہیں جس سے آپ کے نبی محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے پناہ مانگی ہے اور آپ ہی سے مدد مانگی جاتی ہے اور آپ ہی کافی ہیں اور طاقت اور قوت کا منبع و مرجع اللہ تعالیٰ ہیں (ترمذی)

فضائلِ توبہ

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ انھوں نے بیان کیا کہ مَیں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سُنا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم ارشاد فرماتے تھے۔

خُدا کی قسم! اللہ تعالےٰ اپنے مومن بندے کی توبہ سے اس مسافر آدمی سے بھی زیادہ خوش ہوتا ہے جو (اثنائے سفر میں) کسی ایسی غیر آباد اور سنسان زمین پر اتر گیا ہو جو سامان حیات سے خالی اور اسباب ہلاکت سے بھر پُور ہو اور اس کے ساتھ بس اس کی سواری کی اونٹنی ہو اور اسی پر اس کے کھانے پینے کا سامان ہو، پھر وہ (آرام لینے کے لیے) سر رکھ کے لیٹ جائے۔ پھر اسے نیند آجائے پھر اس کی آنکھ کھلے تو دیکھے کہ اس کی اونٹنی (پورے سامان سمیت) غائب ہے پھر وہ اس کی تلاش میں سرگرداں ہو یہاں تک کہ گرمی اور پیاس وغیرہ کی شدت سے جب اس کی جان پر بن آئے تو وہ سوچنے لگے (میرے لیے اب یہی بہتر ہے) کہ میں اسی جگہ جا کر پڑ جاؤں (جہاں سویا تھا) یہاں تک کہ مجھے موت آجائے۔ پھر وہ اسی ارادہ سے وہاں آکر اپنے بازو پر سر رکھ کر مرنے کے لیے لیٹ جائے۔ پھر اس کی آنکھ کھلے تو وہ دیکھے کہ اس کی اونٹنی اس کے پاس موجود ہے اور اس پر کھانے پینے کا پُورا سامان (جوں کا توں محفوظ) ہے تو جتنا خوش یہ مسافر اپنی اونٹنی کے ملنے سے ہوگا خدا کی قسم! مومن بندے کے توبہ کرنے سے خُدا اس سے بھی زیادہ خوش ہوتا ہے۔

(صحیح بخاری و صحیح مسلم)

القول العزیز

جو کھیلوں میں تو نے لڑکپن گنوایا
تو بد مستیوں میں جوانی گنوائی
جو اب غفلتوں میں بڑھاپا گنوایا
تو پھر یہ سمجھ زندگانی گنوائی

مجذوب رحمۃ اللہ علیہ

ہو رہی ہے عمر مثلِ برف کم
چپکے چپکے رفتہ رفتہ دم بدم
سانس ہے اک رہروِ ملکِ عدم
دفعتاً اک روز یہ جائے گا تھم
ایک دن مرنا ہے آخر موت ہے
کر لے جو کرنا ہے آخر موت ہے

مجذوب رحمۃ اللہ علیہ